بسم اللہ الرحمن الرحیم

# جس فیکٹری میں بینک سے سودی قرضہ لے کر کاروبار کیا جاتا ہو، وہاں امامت کرنا

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

## سوال

مفتی صاحب وہ فیکٹری جو بینک سے سودی قرضہ لے کر کاروبار کرتی ہو، ساتھ میں اس کا اپنا سرمایہ بھی ہو، ایسی فیکٹری میں امامت کرنا کیسا؟

## جواب

جی ہاں! اس فیکٹری میں امامت کرنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ سودی قرضہ لینا یہ فیکٹری کے مالک کا معاملہ ہے، جس پر وہ اللہ تعالی کے حضور جواب دہ ہے، اس کا بار آپ کے ذمے نہیں آئے گا، ہاں! اگر آپ نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے پر قادر ہیں، اور اس سے کوئی فتنہ وغیرہ نہیں ہوگا، اور غالب گمان ہے کہ مالک مان جائے گا، اور اس برائی سے باز آجائے گا، تو آپ پر اسے اس سے روکنا لازم ہے۔ اور اس فیکٹری سے جو تنخواہ ملے گی، وہ بھی لینا آپ کے لیے حلال ہے، جبکہ ممانعت کی کوئی اور وجہ نہ ہو، کیونکہ سودی قرضہ لینے میں لینے والا سود دیتا ہے، سود لیتا نہیں ہے، اور جو قرض لیتا ہے، وہ حلال مال ہی ہوتا ہے، ہاں! جو اس نے سود دینے کا ایگریمنٹ کیا ہوتا ہے، وہ شرعا باطل و لغو اور ناجائز ہوتا ہے، اور اس وجہ سے اس پر کسی اضافی رقم کا دینا لازم نہیں آتا، اور اگر اس وجہ سے اضافی رقم دے تو اس کا وہ سود دینا ناجائز ہوتا ہے، لیکن جو رقم قرض لی، وہ حلال ہوتی ہے، اس لیے سود کا مال آنے والی یہاں صورت نہیں ہے، تو یہاں تنخواہ میں سودی رقم ملنے کا احتمال بھی نہیں ہے، اور اگر بالفرض احتمال ہوتا بھی تو جب تک یقینی طور پر معلوم نہ ہو جاتا کہ یہ جو رقم دے رہا ہے، بعینہ یہ رقم خالص سود ہے یا کسی اور طرح سے ملنے والا حرام مال ہے، اس وقت تک آپ کے لیے اس کی دی ہوئی رقم لینا حلال رہتا، جب معلوم ہوتا کہ بعینہ یہ رقم خالص سود یا کسی اور طرح سے ملنے والا حرام مال ہے، تو اس وقت خاص وہ رقم لینا جائز نہ ہوتا، بلکہ حلال مال کا مطالبہ کرنے کا حق ملتا۔

برائی سے روکنا ہر مسلمان پر بقدرِ طاقت لازم ہے، چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث پاک ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”من رأى منكم منكرا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان“ ترجمہ: تم میں سے جو کوئی بُرائی دیکھے، تو اسے ہاتھ سے روکے اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے منع کرے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو، تو دل سے بُرا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (صحیح مسلم، صفحہ 42، رقم الحدیث: 49، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

مرقاۃ المفاتیح میں ہے ”اعلم أنه إذا كان المنكر حراما وجب الزجر عنه، وإذا كان مكروها ندب، والأمر بالمعروف أيضا تبع لما يؤمر به، فإن وجب فواجب، وإن ندب فمندوب،۔۔۔وشرطهما أن لا يؤدي إلى الفتنة، كما علم من الحديث، وأن يظن

قبولہ، فإن ظن أنہ لا یقبل فیستحسن إظهار شعار الإسلام" ترجمہ: جان لو کہ اگر کوئی منکر (برائی) حرام ہو تو اس سے روکنا واجب ہے، اور اگر مکروہ ہو تو اس سے روکنا مستحب ہے۔ اسی طرح امر بالمعروف بھی اس حکم کے تابع ہے جس کا حکم دیا جا رہا ہے؛ پس اگر وہ کام واجب ہو تو امر بالمعروف بھی واجب ہوگا، اور اگر وہ مندوب (مستحب) ہو تو امر بالمعروف بھی مستحب ہوگا۔ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر دونوں کے لیے شرط یہ ہے کہ ان کے نتیجے میں فتنہ پیدا نہ ہو، جیسا کہ حدیثِ پاک سے معلوم ہوتا ہے، اور یہ بھی شرط ہے کہ اس بات کا غالب گمان ہو کہ سامنے والا قبول کر لے گا۔ البتہ اگر یہ گمان ہو کہ وہ قبول نہیں کرے گا تو بھی شعائرِ اسلام کے اظہار کے لیے اسے بیان کرنا مستحسن ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد 08، صفحہ 3209، مطبوعہ: بیروت)

در مختار میں ہے "القرض بالشرط حرام والشرط لغو" ترجمہ: مشروط قرض حرام ہے، اور شرط لغو ہو جاتی ہے۔ (در مختار مع رد المحتار، جلد 7، صفحہ 413، مطبوعہ: کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں ہے "اس عقد کا حاصل یہ ہوا کہ اتنا روپیہ تجھے قرض دیتا ہوں اس شرط پر کہ تو اس کے عوض مجھے اتنا رس دے قرض اگرچہ شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتا بلکہ وہ شرط ہی باطل ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ مگر ایسا قرض خود ہی معصیت و حرام ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 17، صفحہ 588، 589، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاوی ہندیہ میں ہے "قال محمد -رحمہ اللہ تعالی- وبہ نأخذ ما لم نعرف شیئا حراما بعینہ، وهو قول أبي حنیفة -رحمہ اللہ تعالی- وأصحابہ، کذا في الظهیریة." ترجمہ: امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: اور ہم اسی قول کو لیں گے جب تک کسی معین حرام چیز کو نہ جانیں، اور یہی امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب علیہم الرحمۃ کا قول ہے، اسی طرح ظہیریہ میں ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات، ج 05، ص 342، مطبوعہ: کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں ہے "ملازمت دو قسم ہے:۔۔۔ دوسرے یہ کہ وہ ملازمت فی نفسہٖ امر جائز کی ہو مگر تنخواہ دینے والا وہ جس کے پاس مال حرام آتا ہے، اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اگر معلوم ہو کہ جو کچھ اسے تنخواہ میں دیا جا رہا ہے، بعینہٖ مال حرام ہے۔ نہ بدلا نہ مخلوط ہوا نہ مستہلک ہوا تو اس کا لینا حرام ورنہ جائز۔" (فتاوی رضویہ، ج 19، ص 515، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امام اہلسنت، امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ سے سوال ہوا کہ ایسی دکان جس پر چہارم حصہ سود کا لگا ہے وہاں ملازمت کرنا جائز ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: "اس دکان کی ملازمت اگر سود کی تحصیل وصول یا اس کا تقاضا کرنا یا اس کا حساب لکھنا، یا کسی اور فعل ناجائز کی ہے تو ناجائز ہے۔۔۔ **اور اگر کسی امر جائز کی نوکری ہے تو جائز ہے، تنخواہ میں وہ روپیہ کہ بعینہٖ سود میں آیا ہو نہ لے، اور مخلوط و نا معلوم ہو تو لے سکتا ہے۔ یونہی ایسے نا معلوم روپے سے مسجد و مدرسہ کی اعانت بھی ہو سکتی ہے، خصوصا ایسی حالت میں کہ مال حلال غالب ہے۔**" (فتاویٰ رضویہ، جلد 19، صفحہ 521، 522، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: ابو حفص مولانا محمد عرفان عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-5456

تاریخ اجراء: 16 ربیع الآخر 1448ھ / 28 ستمبر 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net